خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۰۱

عاشقانِ حق کی خصوصیات

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخُ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

مُحی السُّنّہ حضرت مولانا شاہ ابرارُ الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : عاشقانِ حق کی خصوصیات

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲۴/ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹/ مئی ۲۰۰۰ء، بروز پیر

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مقام : مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

تاریخ اشاعت : ۲/ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱/ مئی ۲۰۱۵ء، بروز جمعرات

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

عاشقانِ حق کی خصوصیات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۣ
وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾[1]

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے عاشقوں کی کچھ خصوصیات ہیں۔ لٰہذا جب کسی گروہِ عاشقاں کو دیکھو تو ان خصوصیات کو تلاش کرو۔ یہ دیکھو کہ وہ گروہ گروہِ عاشقاں اور اوصافِ عاشقاں کی خصوصیات کا حامل بھی ہے یا نہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کا کچھ خصوصی حال بیان کیا ہے، وہ خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

۱)...... وہ لوگ اللہ کے راستے میں فراخی میں بھی خرچ کرتے ہیں اور کڑکی میں بھی۔ ''کڑکی'' کا لفظ میمنی ہے۔ میمن کہتا ہے کہ آج کل تجارت میں مندہ ہے اور بڑی کڑکی ہے۔ میں نے بہت غور کیا کہ میمن لوگوں نے یہ لفظ ''کڑکی'' کہاں سے لیا ہے؟ تو معلوم ہوا کہ جب مرغی انڈا دینا بند کردیتی ہے تو ہمارے یوپی کی زبان میں کہتے ہیں کہ مرغی کُڑک ہوگئی ہے۔ یہ لفظ ''کڑکی'' وہاں سے لیا ہے۔ لٰہذا جب یہ کہا جاتا ہے کہ آج کل تجارت میں ''کڑکی'' آگئی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آج کل تجارت کی مرغیاں کُڑک ہوگئی ہیں اس لیے انڈے نہیں دے رہی ہیں۔ ایسی صورت میں ان مرغیوں کو ''جو'' کھلایا جاتا ہے کیوں کہ ''جو'' میں

[1] اٰل عمرٰن:۱۳۵

نوکیلے اجزا ہوتے ہیں جو ان کی چربی کو کاٹ دیتے ہیں اور جب چربی کٹ جاتی ہے تو مرغی پھر سے انڈا دینے لگتی ہے۔ لیکن تم لوگ علاج کے طور پر میمنوں کو ”جو“ مت کھلا دینا کیوں کہ یہ جانوروں کا علاج ہے، انسانوں کا علاج الگ ہے۔

تکبر کا علاج

اگر کسی کے قلب میں اپنی بڑائی اور تکبر آگیا تو وہ خدا سے دور ہو گیا۔ کیوں کہ تشکر انسان کو اللہ سے قریب کرتا ہے، اور تکبر انسان کو اللہ سے دور کرتا ہے لہٰذا جو سالکین صاحبِ تشکر ہیں ان کو ان شاء اللہ کبھی تکبر کی بیماری نہیں ہوگی کیوں کہ تشکر سببِ قرب ہے اور تکبر سببِ بُعد ہے، دوری میں اور حضوری میں تضاد ہے اور اجتماعِ ضدین محال ہے۔

لہٰذا جس شخص کو اپنی بڑائی کا خوف ہو گا وہ بڑائی سے محفوظ رہے گا۔ جیسے حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو تبلیغی جماعت کے بانی ہیں انہوں نے ایک مرتبہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اپنا خلجان پیش کیا کہ مجھے اپنے بارے میں استدراج کا شبہ ہو رہا ہے کیوں کہ میری جماعت میں بے شمار لوگ جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں اس وجہ سے مجھے خوفِ استدراج ہے۔ جواب میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر یہ استدراج ہوتا اور اللہ تعالیٰ آپ کو ڈھیل دیتا تو پھر آپ کو خوفِ استدراج نہ ہوتا کیوں کہ جس کو استدارج میں مبتلا کیا جاتا ہے اس کو علمِ استدراج اور خوفِ استدراج نہیں ہوتا۔

پھر حضرت مفتی صاحب نے یہ آیت تلاوت کی :

سَنَسۡتَدۡرِجُهُمۡ مِّنۡ حَيۡثُ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿١٨٢﴾ [٢]

یعنی ہم ان کو اس طرح عن قریب ڈھیل دیں گے کہ ان کو اس کا علم بھی نہ ہو گا۔ اس سے پتا چلا کہ جس کو استدراج ہوتا ہے وہ لَا يَعۡلَمُوۡنَ رہتا ہے اور آپ يَعۡلَمُوۡنَ ہیں، آپ کا خوف اور اندیشۂ استدراج یہ بتا رہا ہے کہ آپ کو استدراج نہیں ہے، جن کو اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتا ہے

---

٢ الاعراف:١٨٢

ان کو استدراج کا علم نہیں ہونے دیتا۔

بہر حال جس شخص کے دل میں تکبر آجائے چاہے وہ تکبر مال پر ہو، تجارت پر ہو یا تجارت کے طریقے پر ہو اور اگر بہت سے تجار اس سے مشورہ بھی لیتے ہوں تو پھر تو اس کے تکبر پر سونے پہ سہاگہ لگ گیا، اس کا تکبر اور چمک گیا، اس کا علاج یہ ہے کہ وہ دعا کرے کہ یااللہ! میں کسی قابل نہیں ہوں، جو کچھ آپ نے عزت دی ہے یہ آپ کا کرم ہے، جیسے سورج کی شعاعوں سے زمین چمک جائے تو زمین کو اپنی چمک دمک نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ زمین کو آفتاب کی شعاعوں کا مرہون رہنا چاہیے۔

اہل اللہ کی غلامی کی برکات

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مواعظ دیکھ کر فرمایا تھا کہ یہ میرا علم اور میرا کمال نہیں ہے بلکہ میرے مرشد حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ہے، حضرت حاجی صاحب کی جوتیوں کا صدقہ ہے، ورنہ کوئی شخص نہ مجھ کو پوچھتا نہ مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو پوچھتا اور نہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو پوچھتا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کے بعد ہم کو حاجی صاحب کی غلامی نصیب ہوئی تو ہم لوگوں کی عزت اللہ تعالیٰ نے بڑھادی اور ہم سب کو حضرت حاجی صاحب کے فیض سے چمکا دیا۔

ایک مرتبہ مدرسہ جامع العلوم کانپور میں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہوا۔ میرے شیخ حضرت مولانا عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی حاضرین میں سے تھے، انہوں نے یہ چشم دید واقعہ مجھے سنایا کہ حضرت والا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر بیان کرتے کرتے غلبۂ حال طاری ہو گیا اور زور سے نعرہ مارا "ہائے امداد اللہ" پھر بیٹھ گئے اور خاموش ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس وقت سارا مجمع رو رہا تھا۔ کسی صاحبِ دل نے کہا کہ اب مولانا سے دوبارہ تقریر کی درخواست نہ کرنا کیوں کہ اس وقت یہ مقامِ منصوریت سے گزر رہے ہیں۔ اگر اب تقریر کے لیے کہو گے تو ان کی زبان سے اَنَا الْحَقُّ نکلنے کا خطرہ ہے۔ اس لیے ان کا خاموش رہنا ہی ٹھیک ہے۔ بعد میں کسی نے حضرت والا سے پوچھا کہ آج کیا ہو گیا تھا؟ اس سے پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا۔ جواب میں فرمایا کہ آج مجھ پر علوم اس قدر وارد ہو رہے

تھے کہ میں پریشان ہو گیا کہ کس کو بیان کروں اور کس کو بیان نہ کروں۔ حاجی صاحب کے فیض سے مجھ پر علوم کی بارش ہو رہی تھی۔ اس لیے وارداتِ علوم کے انتخاب میں مجھ پر حال طاری ہو گیا کہ یہ علوم ہم پہلے بھی پڑھتے آئے تھے لیکن جب حضرت حاجی صاحب سے تعلق ہوا تو نئے علوم وارد ہونے لگے۔ یہ سب شیخ کی جوتیوں کا صدقہ ہے اس لیے میری زبان سے نکلا "ہائے امداد اللہ"۔

ایک مرتبہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر نکلے تو کانپور شہر کا ایک بہت بڑا بیرسٹر (وکیل) جو لندن سے وکالت کی ڈگریاں لے کر آیا تھا حضرت تھانوی سے مِلا، دیکھیے! ایک تو وکیل ہوتا ہے جو ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کر لیتا ہے اور ایک بیرسٹر ہوتا ہے جو باہر کی ڈگریاں بھی لاتا ہے۔ وہ بیرسٹر فارسی بھی جانتا تھا اس لیے کہ پہلے زمانے میں اسکولوں اور کالجوں میں فارسی لازم تھی، علی گڑھ یونیورسٹی میں بھی فارسی لازم تھی۔ وہاں کے طلبہ نے مجھے فارسی اپنے نصاب میں دکھائی تھی۔ بہر حال اس بیرسٹر نے حضرت مولانا سے فارسی میں پوچھا ؎

تو مکمل از کمالِ کیستی
تو مجمل از جمالِ کیستی

اے مولانا اشرف علی! تو کس کے کمال سے مکمل ہوا؟ اور عشقِ الٰہیہ کا جمال تجھے کہاں سے حاصل ہوا؟ حضرت والا نے بھی اس بیرسٹر کو فارسی میں جواب دیا ؎

من مکمل از کمالِ حاجیم
من مجمل از جمالِ حاجیم

میں اپنے حاجی کے کمال سے مکمل ہوں اور میں اپنے حاجی کے جمال سے مجمل ہوں۔ اس کے بعد اس بیرسٹر نے کہا کہ کاش! آپ بیرسٹر ہوتے تو عدالت کو ہلا دیتے کیوں کہ آپ نے صغریٰ اور کبریٰ ملا کر جس طرح اپنا مضمون ثابت کیا ہے اس پر ہم حیران ہیں کیوں کہ یہ بحث و مباحثہ ہماری عدالت کی چیز ہے۔ بعد میں حضرت والا نے فرمایا کہ اس بے چارے کی پہنچ یہیں تک تھی۔ اس کو کیا معلوم کہ علمِ دین کے سامنے بیرسٹری کی کیا حقیقت ہے۔

سب سے حسین کام دعوت الی اللہ ہے

دنیا میں سب سے بڑا کام اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف دعوت دینا ہے۔ دنیا میں اس سے زیادہ حسین کام کوئی نہیں ہے۔ کوئی شخص جاپان اور جرمن سے بزنس کر کے کروڑوں روپے کمار ہا ہے اور کوئی میزائل بنار ہا ہے۔ دنیا میں جتنے ہنر ہیں ان سب کو ایک ترازو میں رکھ دو اور دوسری طرف ایک بندہ جو دوسرے بندوں کو اللہ کی طرف بلار ہا ہے اس کا عمل رکھ دو تو اس کا عمل سب سے بڑھ جائے گا۔ اس کا کلام تمام لوگوں کے کلاموں سے احسن ہے، کیوں کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمادیا:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ [۳]

یعنی اس کے کلام سے بہتر کس کا کلام ہو گا جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہا ہے۔ لفظ احسن اسمِ تفضیل ہے یعنی اس کا کلام تمام کلاموں سے زیادہ حسین ہو گا۔

یہی معاملہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت تمام محبتوں سے زیادہ اشد ہونی چاہیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شدید محبت دوسروں کے ساتھ جائز ہے۔ لیکن اشد محبت جائز نہیں۔ جیسے بیوی بچوں کی محبت، مکان کی محبت، تجارت کی محبت شدید ہو، شیخ کی محبت بھی شدید ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت اشد ہو لہٰذا اگر کوئی شیخ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی بات کر رہا ہے تو اس کی توجہ نہایت ادب سے اس جانب کرا دیں کہ آپ اس بات سے رجوع کریں ورنہ میں آپ سے رجوع کرتا ہوں۔ شیخ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے کیوں کہ شیخ سے محبت بھی تو اللہ ہی کے لیے ہوتی ہے۔ شیخ سے اللہ کی محبت حاصل کرنے کے طریقے پوچھو ؎

کس طرح فریاد کرتے ہیں بتا دو قاعدہ
اے اسیرانِ قفس میں نو گرفتاروں میں ہوں

۳؎ حٰمٓ السجدۃ:۳۳

لہٰذا شیخ سے کہو کہ ہم نو گرفتاروں میں سے ہیں، ہم راہِ محبت کے سفر میں ابھی نئے ہیں لہٰذا ہمیں بتایئے کہ کس طرح نظر بچانی چاہیے اور کس طرح اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنی چاہیے۔ شیخ سے استقامت سیکھو تاکہ کسی قد و قامت کو دیکھ کر تم پر قیامت برپا نہ ہو جائے۔

خیر تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہا ہے اس سے بہتر کسی کا کلام نہیں ہے۔ ساری کائنات کے اقوال میں سب سے بہتر اس کا قول ہے جو اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف بلا رہا ہے، اس قول کے احسن ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ احسن ہیں، ان سے بڑا کوئی حسین نہیں ہے، بلکہ وہ حسین ساز ہیں، وہ حسینوں کے خالق ہیں لہٰذا جو شخص بندوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہا ہے وہ دنیا و آخرت دونوں سنوار رہا ہے۔ وہ دنیا بھی بنا رہا ہے آخرت بھی بنا رہا ہے۔

اللہ والے تاجر اور دنیادار تاجر کا فرق

کوئی شخص تجارت میں کتنا ہی کامیاب ہو جائے وہ اللہ کے تعلق کے بغیر چین اور سکون سے نہ رہے گا۔ اگر تاجر بھی اللہ والا ہو جائے تو تجارت کے ساتھ اسے ولایت بھی حاصل ہو جائے گی، وہ ولی اللہ بھی بن جائے گا اور نسبت مع اللہ کی برکت سے اس کے قلب کو سکون بھی رہے گا۔ کاروبار بھی رہے گا، کار بھی رہے گی اور دل میں یار بھی رہے گا۔ وہ کار میں بیٹھ کر بھی اللہ کا شکر ادا کرے گا کہ یا اللہ! آپ کا شکر ہے کہ آپ نے کار دے دی ورنہ ہم تو گدھا گاڑی کے قابل بھی نہیں ہیں۔ میرا ایک شعر ہے ؎

آپ چاہیں ہمیں یہ کرم آپ کا
ورنہ ہم چاہنے کے تو قابل نہیں

اللہ والے تاجر کا حال یہ ہوتا ہے کہ نوٹ کی گڈیاں بھی گن رہا ہوتا ہے اور ساتھ میں اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرتا رہتا ہے، اور دنیادار تاجر کہتا ہے کہ جو مال مجھے دیا گیا ہے وہ اپنے علم کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ وہ قارون کی طرح متکبرانہ بات کرتا ہے۔ اللہ والوں کی گفتگوئے مال، گفتگوئے جمال سب متشکرانہ ہوتی ہے۔

اہل اللہ کی مجالس کے آداب

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ دعوت الی اللہ کا کام کر رہے ہیں، ملفوظ نوٹ کر رہے ہیں، تقریر سن رہے ہیں (حضرت والا کے بعض متعلقین نظر نیچی کر کے تقریر سن رہے تھے، ان سے خطاب کر کے فرمایا) شتر مرغ کی طرح سر مت جھکاؤ، جہاں سر جھکانا چاہیے وہاں جھکاؤ۔ کچھ مواقع ایسے ہیں جہاں سر جھکانا فرض ہے، لیکن شیخ کے سامنے سر مت جھکاؤ۔ للچائی ہوئی نظر سے دیکھتے ہوئے غور سے بات سنتے رہو۔

مے کشو یہ تو مے کشی رندی ہے مے کشی نہیں
آنکھوں سے تم نے پی نہیں آنکھوں کی تم نے پی نہیں

آنکھوں سے پینا سیکھو، آنکھوں کی پینا سیکھو۔ جب کوئی میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے سامنے بیٹھ کر اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو حضرت یہ شعر پڑھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اندر سے بہت زیادہ چشتی ہیں۔ عشق کی آگ بھری ہوئی ہے مگر انتظاماً ظاہر نہیں کرتے کیوں کہ حضرت والا کئی سو مدرسوں کے منتظم ہیں۔ اس لیے انتظام کی شان کو غالب رکھتے ہیں۔

حضرت والا ہردوئی کی انتظامی شان

ایک مرتبہ میرے شیخ ثانی حضرت والا ہردوئی مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے ہم سبق اور بے تکلف دوست کو حضرت والا نے اپنے مدرسے میں مدرس بنایا، انہوں نے حسبِ معمول حضرت والا سے بے تکلف طالب علمانہ گفتگو شروع کر دی، جیسے سہارنپور میں حضرت والا سے طالبِ علمی کے زمانے میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ حضرت والا نے ان سے فرمایا کہ اس وقت آپ جو بے تکلفی کی گفتگو کر رہے ہیں تو دیکھیے! آپ اس وقت سہارنپور کے طالب علم نہیں ہیں بلکہ میرے ملازم ہیں اور میں آپ کا ناظم ہوں، آیندہ سے اس بے تکلفی سے بات مت کیجیے گا ورنہ انتظام مشکل ہو جائے گا اور دوسرے ملازموں کا بھی دماغ خراب ہو جائے گا۔

وقت اور حالات کے ساتھ احکام بدل جاتے ہیں

میں اپنے شیخِ اوّل حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پھولپور میں رہتا تھا۔ میرے موجودہ شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم بھی حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور حضرت کی خدمت میں حاضری کے لیے اکثر پھولپور آتے رہتے تھے۔ میں اُس زمانے میں حضرت والا مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم سے اتنا بے تکلف تھا کہ ان کے ساتھ لاٹھی سے کھیلتا تھا۔ لاٹھی کھیلنے میں لاٹھی ماری بھی جاتی ہے، لاٹھی کو روکا بھی جاتا ہے اور اپنا دفاع بھی کیا جاتا ہے۔ حضرت بھی مجھ سے زیادہ تکلف نہیں فرماتے تھے۔ حضرت کی مجھ سے اتنی بے تکلفی تھی کہ ایک مرتبہ حضرت پھولپور حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے تشریف لائے تو وہاں سے فوراً ہی میرے پاس کوٹلہ پہنچ گئے۔ میں اپنے گاؤں کوٹلہ میں مطب کیا کرتا تھا۔ میں نے کہا حضرت! آپ یہاں پھولپور سے اٹھارہ بیس میل دور کیسے تشریف لائے؟ جواب میں فرمایا کہ میں آیا تو پھولپور کے لیے تھا مگر حضرت سو رہے ہیں اور تمہارے بغیر دل گھبرا رہا تھا اس لیے میں تمہارے گاؤں ”کوٹلہ“ کے لیے اپنا پوٹلہ لے کر آیا ہوں۔ حضرت نے اپنا جھولہ دکھایا جس میں لنگی وغیرہ ضروری سامان تھا پھر فرمایا کہ اب تم میرے ساتھ چلو، تمہارے بغیر مزہ نہیں آ رہا ہے۔ میں فوراً تیار ہو گیا حالاں کہ وہ وقت ہمارے مطب کا تھا۔ مگر ہم نے مطب کا خیال بھی نہیں کیا۔ اس کی برکت سے میں آج زیرِ مطب نہیں ہوں۔ میں تیار ہو کر فوراً ان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا اور ہم پھولپور پہنچ گئے۔

بہر حال حضرت سے میری بے تکلفی تھی کیوں کہ حضرت اس وقت میرے پاس ہی زیادہ رہتے تھے۔ انہوں نے شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ بنایا تھا، لیکن جب میں حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم سے مرید ہوا تو میں نے اپنے آپ سے خطاب کر کے کہا دیکھو بھئی اختر! ہوشیار ہو جاؤ، اب وہ بے تکلفی کی داستان بھول جاؤ۔ واقعہ لکھا ہے کہ ایک لڑکا اپنی خالہ زاد بہن سے مار پٹائی کرتا تھا۔ دونوں ہم عمر تھے کبھی اس نے چپت مار دیا کبھی اس نے مار دیا۔ جب بالغ ہونے کے بعد دونوں کی شادی ہو گئی تو خالہ زاد بھائی

نے کہا کہ اب میں تمہارا شوہر ہوں اور تم میری بیوی ہو، اگر اب بچپن والی چپت بازی کی تو سوچ لو کہ پھر تمہارا اٹھکانہ کیا ہو گا۔

وقت اور حالات کے ساتھ احکامات بدل جاتے ہیں، جیسے چھوٹے بچے بچپن میں آپس میں کھیلتے ہیں، مار پیٹ کرتے ہیں لیکن جب بڑے ہو کر ان کی آپس میں شادی ہوتی ہے تو بیوی شوہر سے ادب سے پیش آتی ہے اور بچپن کے لڑائی جھگڑے سب ختم ہو جاتے ہیں۔ بعض عورتیں کہتی ہیں کہ ہمارے گھر میں جو نوکر ہے وہ بچپن سے ہمارے پاس ہے ہمیں اس سے پردہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس نوکر کو تو بچپن سے میں نے پالا ہے۔ میں نے کہا کہ جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے تو ماں اس کو ننگا کر کے سرسوں کے تیل سے اس کی مالش کرتی ہے تاکہ اس کے اعضا مضبوط ہو جائیں لیکن وہی بچہ جب بڑا ہو جاتا ہے تو کیا پھر بھی ماں اس کو ننگا کر کے مالش کرے گی؟ اور کیا بالغ ہونے کے بعد اس کے ناف کے نیچے کے اعضا ماں دیکھ سکتی ہے؟ اور دلیل میں کہہ سکتی ہے کہ ہم سے کیا چھپانا، ہم نے تو اس کو ہگایا، متایا ہے۔ یہاں یہ دلیل نہیں چلے گی کیوں کہ اصول یہ ہے کہ **یَتَبَدَّلُ الْاَحْکَامُ بِتَبَدُّلِ الزَّمَانِ وَالْمَکَانِ** یعنی زمان اور مکان بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں۔

جعلی پیروں کا جاہلانہ فلسفہ

اسی طرح جعلی پیروں نے عورتوں کو یہ سمجھا رکھا ہے کہ پیروں سے پردہ مت کرو کیوں کہ جب ہم تم کو دیکھیں گے نہیں، پہچانیں گے نہیں تو قیامت کے دن تمہاری بخشش کیسے کرائیں گے؟ یہ ان کی نالائقی، کمینہ پن ہے اور نفس کی بدمعاشی کی دلیل ہے۔ بہاول نگر میں مجھے بتایا گیا کہ یہاں عورتیں پیر سے پردہ نہیں کرتیں اور پیر اگر قنات، شامیانہ وغیرہ لگاتا ہے تو عورتیں قنات کو ہٹا دیتی ہیں کیوں کہ طاقت ور ہوتی ہیں۔ وہاں طاقت میں مرد و زن برابر ہیں۔ وہ قنات کو ہٹا کر پیر کے لیے یہ جملہ کہتی ہیں ''پیر نوں چنگی طرح ویکھن دو'' لیکن یہ بالکل حرام ہے۔ پیر سے پردہ نہ کرنا جہالت ہے۔ پیر نا محرم ہے، اس سے پردہ کرنا واجب ہے۔ پیر سے عقیدت و محبت اللہ کے احکام کے تابع ہونی چاہیے، اللہ کی محبت سب سے زیادہ ہونی چاہیے۔

شیخ سے کیا چیز سیکھنا چاہیے؟

جب کسی شیخ سے تعلق قائم کرو تو سب سے پہلا کام یہ کرو کہ اللہ کی محبت، اللہ کا خوف اور تقویٰ سیکھو ورنہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے حکم میں تمہارا کُوْنُوْا بالکل بے کار ہو جائے گا۔ مقصدِ صحبتِ اہل اللہ تقویٰ اور تقویٰ پر استقامت ہے۔ اگر کبھی تقویٰ ہو اور کبھی لقوہ ہو تو یہ استقامت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ثُمَّ اسْتَقَامُوْا نازل فرمایا، معلوم ہوا کہ استقامت مطلوب ہے۔

مال خرچ کرنے کے فضائل

ایک بڑھیا نے سوت کات کر دھاگہ بنا کر تھوڑے سے پیسے کمائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے مصر کے بازار کی طرف چل دی۔ راستے میں اس سے کسی نے پوچھا کہ اے بڑھیا! کہاں جا رہی ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے جا رہی ہوں۔ اس نے پوچھا کہ تیرے پاس کتنے پیسے ہیں؟ بڑھیا نے کہا کہ دس بارہ آنے ہیں۔ اس نے کہا کہ اتنے پیسوں میں یوسف علیہ السلام نہیں ملیں گے۔ وہ بہت قیمتی ہیں۔ بڑھیا نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ یوسف علیہ السلام ان تھوڑے پیسوں میں نہیں ملیں گے لیکن ان کے خریداروں کے رجسٹر میں میرا بھی نام آجائے گا۔ اس بات کو مولانا جلال الدین رومی نے اس طرح بیان فرمایا ؎

ہمینم بس کہ داند ماہ رویم
کہ من نیز از خریدارانِ اویم

لہٰذا جو مولوی چندہ لیتا ہے تو اس کو چاہیے کہ کبھی کبھار خود بھی چندہ دے دیا کرے، چاہے ایک دو روپیہ ہی دے دے، دینے والوں میں تمہارا نام لکھا جائے گا۔ ہمیشہ لینے کی عادت ٹھیک نہیں ہے۔ یہ بات میرے شیخ نے جامعہ اشرفیہ لاہور میں فرمائی تھی کہ علماء کو بھی اپنے جامعہ میں جہاں وہ پڑھا رہے ہیں چندہ دینا چاہیے تاکہ دینے کی بھی عادت رہے کیوں کہ انفاق فی سبیل اللہ کا تزکیۂ نفس کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں:

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَ تُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا

یعنی اے پیغمبر! صحابہ سے صدقات لیجیے۔ خُذۡ امر کا صیغہ ہے۔ صحابہ سے صدقات لینے سے کیا فائدہ ہوگا؟ اس کو آگے بیان فرمایا کہ اس سے ان کو طہارتِ قلبیہ اور تزکیۂ رُوحانیہ حاصل ہوگا اور پھر اللہ کے راستے میں خرچ کرانے کے بعد حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش فرمائی:

وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡ ؕ[1]

یعنی آپ ان کو دعائیں دیجیے، آپ کی دعا ان کے لیے باعثِ سکون ہے۔ اب دیکھیے! جس ذاتِ پاک کو دعا قبول کرنا ہے وہ ذات دعا کی سفارش کر رہی ہے تو کیا ایسی دعا قبول نہ ہوگی؟ ضرور قبول ہوگی۔ یہ مال خرچ کرنے کا انعام ہے۔ لوگ مال خرچ کرنے کو معمولی بات سمجھتے ہیں۔ لہٰذا آپ سنتِ صحابہ ادا کریں اور مہتمم صاحب سنتِ پیغمبر ادا کریں اور اس طرح صدقات قبول کریں جیسے بگلا مچھلی کو دبوچ لیتا ہے۔ ٹیکسلا میں ایک حکیم نے جو میرے دوست تھے وہ اپنے مطب میں چپ چاپ بیٹھے آنکھیں بند کرکے تسبیح پڑھتے رہتے تھے، جب کوئی مریض آتا تو آنکھ کھول دیتے اور اس کو دیکھ کر جلدی سے دوا لکھ کر دے دیتے اور دوا کے پیسے لے کر کہتے کہ بس اب جلدی جاؤ۔ مریض کہتا کہ اتنی جلدی کس چیز کی ہے؟ جواب دیتے کہ مجھے اللہ کی یاد میں مشغول ہونا ہے۔ پھر پیسے رکھ کر فوراً تسبیح شروع کردیتے چوں کہ وہ میرے مرید بھی تھے اور خلیفہ بھی تھے اس لیے میں نے ان کے لیے ایک بے تکلف شعر کہا کہ ؎

یوں تو بگلے کی طرح تجھ کو مراقب دیکھا
اور جو مچھلی کو دبوچا تو ترا راز کھلا

مچھلی یہ سمجھ رہی تھی کہ یہ سادھو ہے، فقیر ہے، دُرویش ہے، ہمیں کھائے گا نہیں اس لیے کہ وہ تو منہ لٹکائے، آنکھیں بند کیے عالمِ عرش پر ہے، یہ فرش سے بہت دور ہے۔ اس لیے مچھلیاں اطمینان سے پھر رہی ہیں، آجا رہی ہیں لیکن جب وہ دُرویش دیکھتا ہے کہ وہ مچھلیاں

---

[1] التوبة:۱۰۳

نوے ڈگری پر آگئی ہیں تو سیکنڈوں میں چونچ مارتا ہے اور منہ میں رکھ کر نگل لیتا ہے۔

دینی خدمات میں مخلص مسلمانوں کا حصہ

تو بات چل رہی تھی کہ خوشحالی ہو یا تنگ دستی کسی حال میں اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کو مت روکو۔ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب مد ظلہم نے اپنے گاؤں کے ہر گھر میں ایک ڈبہ آٹے کے لیے رکھوایا ہوا ہے۔ اس کا نام ''چٹکی فنڈ'' ہے۔ حضرت کے شہر ہردوئی میں ایک اشتہار چھپتا ہے جس میں چٹکی کا طریقہ، چٹکی کا قاعدہ اور چٹکی کا فائدہ لکھا ہوتا ہے اور شہر میں جگہ جگہ ڈبے رکھوادیے ہیں اور یہ کہہ دیا ہے کہ جب ایک وقت کا کھانا پکاؤ تو ایک مٹھی آٹا اس ڈبے میں ڈال دو۔ اس ''چٹکی فنڈ'' سے حضرت ایک بہت بڑا ادارہ چلا رہے ہیں، اساتذہ کی تنخواہیں بھی اسی سے ادا کی جاتی ہیں۔ بعض شہروں سے تو اس کی مد میں دس دس ہزار روپے ماہانہ آرہے ہیں۔ ایک بڑھیا کے بارے میں حضرت والا کو پتا چلا کہ وہ فاقہ کرتی ہے، اس لیے اس کے پاس ڈبہ نہیں رکھوایا تو اس بڑھیا نے فرمایش کی کہ میرے یہاں بھی ڈبہ بھیجو میرے یہاں کیوں نہیں بھیجا؟ اس بڑھیا کو بتایا کہ تمہارے یہاں تو پہلے ہی فاقہ ہوتا ہے۔ بڑھیا نے کہا جب فاقہ ہوگا تو چٹکی نہیں ڈالیں گے اور جب خود کھانا پکائیں گے تو ایک مٹھی ڈال دیں گے۔ ایسے اخلاص سے حضرت والا نے مدرسہ چلانا شروع کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ پر عاشقوں کا مزاج بیان فرمایا ہے:

وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ

یعنی وہ لوگ غصّے کو پی جانے والے ہیں۔ غصّہ آتا ضرور ہے لیکن غصّے کو پی جاتے ہیں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ کاظمین کا ترجمہ عادمین سے مت کرو، اس لیے کہ غصہ کو معدوم کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ کظم کے معنیٰ ہیں شَدُّ رَاْسِ الْقِرْبَۃِ عِنْدَ امْتِلَاءِ ھَا[۵] جب مشک پانی سے بھر جائے اور اس کی گردن سے پانی نکلنے لگے تو گردن کو جلدی سے باندھ دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ غصہ اندر ہی اندر رہنا چاہیے، اس کے نتیجہ میں منہ سے اول فول نہیں نکلنی چاہیے۔ برطانیہ کے ایک شہر کا نام اول سول ہے،

۵ روح المعانی: ۵۸/۴، اٰل عمرٰن (۱۳۴)، دار احیاء التراث، بیروت

میں نے اس شہر میں تقریر کی تو میں نے کہا کہ اس شہر کے نام کا قافیہ اول فول سے ملتا ہے لہٰذا یاد رکھنا! غصّے میں کبھی اول فول مت بکنا۔

کینہ کا علاج

جب غصّہ آئے، اس کو پی جاؤ، اپنے منہ کو بند رکھو۔ آگے فرمایا:

وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ

یعنی غصّے کو ضبط کرنے کے نتیجے میں دل میں اس شخص کے خلاف کینہ بھی نہ آئے ورنہ یہ ہوگا کہ غصّہ برداشت کرنے کے نتیجے میں دل پر بوجھ رہے گا، کینہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے کینہ رکھے، لہٰذا جس پر غصّہ آیا ہے اس کو بتادو کہ ہم نے تمہیں معاف کردیا ہے۔

اس کے بعد فرمایا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ[۶] جس پر غصّہ آیا ہے اس کے ساتھ احسان بھی کرو۔ اس سے کینہ اور نکل جائے گا۔ جب اس کے ساتھ احسان کروگے اور اس کو ہدیہ دوگے تو طبعی گرانی بھی چلی جائے گی۔

کافروں سے زنا حرام ہونے کی وجہ

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ ۠ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ[۷]

یعنی جو لوگ اللہ کی مخلوق کے ساتھ بدفعلیاں، بداعمالیاں، بداقوالیاں، بدتمیزیاں اور گستاخیاں کرتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کو للکارتے ہیں جیسے کوئی شخص کسی کی اولاد کے ساتھ بدفعلی کرے تو اس کے ابا کا دل چاہتا ہے کہ میں اس کو کچا چبا لوں۔ اسی طرح مخلوق

---

۶ اٰل عمرٰن:۱۳۴

۷ اٰل عمرٰن:۱۳۵

ربّ العالمین کی اہل و عیال ہے، اسی لیے بدنگاہی حرام کی گئی ہے کہ تم اللہ کی مخلوق کے ساتھ بُرائی کا خیال بھی مت لاؤ کیوں کہ وہ اللہ کے اہل و عیال ہیں۔ اگر وہ کافر بھی ہیں تو ہمارے ساتھ کفر کرتے ہیں، تمہارے ساتھ تو کفر نہیں کرتے، اس لیے تم کسی کافر کے ساتھ بھی زِنا نہیں کرسکتے، بدفعلی نہیں کرسکتے، اس وجہ سے بھی کہ یہ اولادِ آدم علیہ السلام ہیں، پیغمبر زادے ہیں اور پیغمبر زادوں کے ساتھ یہ نالائقی کیسے جائز ہوگی؟ اپنے مرشد کی اولاد کا تو بڑا احترام کرتے ہو تو کیا پیغمبر کی اولاد مرشد کی اولاد سے افضل نہیں ہے؟

ایک دیہات میں ایک بچہ ڈوب رہا تھا۔ وہ زور سے چلّایا کہ جلدی کرو، پیغمبر کا بیٹا ڈوب رہا ہے۔ اب سب کسان جو ہل چلا رہے تھے ہل چھوڑ کر دوڑے اور اس کو پانی سے نکال لیا۔ ایک کسان نے پوچھا کہ تم تو کلّو خان کے بیٹے ہو، تمہارے ابا کو تو میں بہت اچھی طرح سے جانتا ہوں، تم پیغمبر کے بیٹے کب سے بن گئے؟ بچے نے کہا کہ کیا تم قرآنِ کریم میں نہیں پڑھتے؟ اس میں اللہ تعالیٰ انسان کو **یَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ** اے آدم کے بیٹے کہہ کر مخاطب کرتے ہیں، کیا میں آدم کا بیٹا نہیں ہوں؟ اور کیا آدم نبی نہیں تھے؟ اس لیے میں بھی نبی کا بیٹا ہوں۔ بہرحال اگر آپ یہ مراقبہ کریں کہ سب انسان آدم کی اولاد ہیں، پیغمبر زادے ہیں تو کسی انسان کے ساتھ بُرا سلوک نہیں کریں گے۔ ان کے کفر اور سرکشی پر اللہ تعالیٰ ان سے مواخذہ کریں گے بندوں کو ان کے ساتھ بدفعلی کا حق نہیں ہے۔

مدارات اور موالات میں فرق

کافر کے ساتھ مدارات کریں اور مومن کے ساتھ موالات کریں۔ مدارات ظاہری اسباب اختیار کرنے کو کہتے ہیں یعنی ظاہری طور پر تو اس سے اچھا سلوک کریں گے لیکن دل میں محبت نہیں رکھیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدارات کے بارے میں فرمایا **بُعِثْتُ بِمُدَارَاةِ النَّاسِ**[۸] یعنی میں مداراتِ انسانیت کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ چناں چہ ایک قبیلے کا سردار آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

۸ شعب الایمان للبیہقی: ۳۵/۱۱ (۸۱۱۷)، مکتبۃ الرشد

کے لیے چادر بچھا دی اور فرمایا کہ میں نے اس لیے چادر بچھائی کہ اگر یہ مسلمان ہو گیا تو اس کا سارا قبیلہ اسلام لے آئے گا، میں نے اس کا اکرام مِنْ حَيْثُ الْكُفْرِ نہیں کیا بلکہ بِحِرْصِ الْاِسْلَامِ کیا ہے، اس لالچ میں کیا ہے کہ یہ اسلام لے آئے۔ یہ اکرام برائے اسلام کیا ہے۔

ایک ہندو ڈاکیا میرے شیخ حضرت پھولپوری کے پاس آیا کرتا تھا۔ آکر کہتا مولوی صاحب! آداب عرض ہے، حضرت بھی جواب میں فرماتے، آ...داب لیکن مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ آ اور میرا پیر داب۔ یہ نیت اس لیے کرتا ہوں کہ کافر کا اکرام لازم نہ آئے۔

گناہ کی حالت میں خدا کیوں یاد نہیں آتا؟

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ میری نافرمانی کرتے ہیں تو دراصل اس کے نتیجے میں وہ اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں لیکن جو میرے عاشق ہیں اگر ان سے کبھی خطا ہو بھی جائے تو ان کو فوراً اللہ یاد آجاتا ہے، لیکن حالتِ معصیت میں ان کو خدا کیوں یاد نہیں آتا؟ اس لیے کہ شہوت اللہ کی یاد میں آگ لگا دیتی ہے، شہوت نار ہے اور اللہ نور ہے، نار اور نور میں تضاد ہے اور اجتماعِ ضدین محال ہے، اس لیے عین معصیت کے وقت نورِ خدا دِل میں نہیں رہتا چناں چہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نارِ شہوت چہ کُشَد نورِ خدا

شہوت کی آگ کیسے بجھے گی؟ کیا گناہ کو گناہ سے بجھاؤ گے؟ کیا پاخانہ کو پیشاب سے دھوؤ گے؟ اس کے نتیجے میں تو نجاست اور زیادہ بڑھ جائے گی۔ جو شخص تقاضے کو ختم کرنے کے لیے گناہ کرتا ہے یہ ظالم اپنے آپ کو گناہوں کی آگ میں ڈال رہا ہے اور پاخانہ کو پیشاب سے دھو رہا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ تقاضائے معصیت کو روکو، صبر کرو اور گناہ مت کرو۔ تقاضے کو دبانے کا غم اُٹھالو مگر اللہ کے قانون کو مت توڑو، خونِ آرزو کرلو لیکن اللہ کے قانون میں دخل اندازی مت کرو۔ اگر تم نے خدا کے قانون کو توڑ کر اپنے دل کو حرام عیش دیا تو واللہ! میں کہتا ہوں کہ خدا جب انتقام لے گا تو تمہاری طاقت کی دھجیاں بکھر جائیں گی، پورے عالم

میں تمہیں کوئی بھی حضرت اور صوفی کہنے والا نہیں ملے گا، ایک وقت کی روٹی تک کو کوئی نہیں پوچھے گا۔ اللہ تعالیٰ کے قانون کو توڑ کر دل کو خوش کرنا یہ شریف اور لائق اور اللہ کے پیاروں کا مشغلہ نہیں ہے، یہ غذائے فاسقاں ہے۔ غذائے اولیاء یہ ہے کہ وہ اپنے دل کی حرام آرزوؤں کا خون کرتے ہیں اور خونِ آرزو کے دریا کو عبور کر کے اپنے مولیٰ کو پاجاتے ہیں۔

عارفاں زا نند ہر دم آمنوں

یعنی عارفین جو اللہ کو پہچاننے والے ہیں ہر وقت امن اور سکون میں رہتے ہیں اور جو لوگ گناہ کی لذت لینے والے ہیں ان کے چہرے پر لعنت ہوتی ہے، دل میں سخت بے کیفی اور گھبراہٹ اور پریشانی ہوتی ہے۔ گناہ کرنے والے نالائقوں سے دین کا کام بھی چھین لیا جاتا ہے۔ یہ تو ان کا کرم ہے کہ توبہ کو قبول کر لیتے ہیں جس کے نتیجے میں دوبارہ دین کی خدمت کی توفیق دے دیتے ہیں مگر ایسے کریم مالک کی بار بار نافرمانی کرنا نالائقی کی بات ہے۔ جتنا کریم ابا ہو اتنا ہی زیادہ اس کی فرماں برداری کرو۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں ذَکَرُوا اللّٰہَ کی پانچ تفسیریں بیان فرمائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت و وعید کو یاد کرنا بھی ذکر ہے

گناہ کے بعد جب شہوت کی گرمی اُتر گئی، عقل میں سلامتی آگئی اور عقل ٹھکانے لگ گئی کیوں کہ شہوت کی آبادی سے عقل برباد ہو رہی تھی۔ شرابِ شہوت کا نشہ اترنے کے بعد ہوش آیا کہ میں نے بہت بڑی غلطی کی اور اپنے پالنے والے مولیٰ کو ناراض کر دیا۔ صالحین کے لباس میں اور داڑھی رکھنے کی حالت میں بد نظری کر لی، اب اللہ کو یاد کرتے ہیں کیوں کہ شہوت کی آگ میں اللہ کو بھول گئے تھے، گناہ کے بعد سخت ندامت ہوئی اور اب اللہ کو یاد کر رہے ہیں۔

ذَکَرُوا اللّٰہَ کی پہلی تفسیر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمائی کہ ذَکَرُوْا عَظْمَۃَ اللّٰہِ وَوَعِیْدَہٗ یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت کو یاد کرتے ہیں کہ کتنے بڑے صاحبِ قدرت مالک کو ہم نے اپنی حماقت، گدھے پن، کمینہ پن، بے غیرتی، بے حیائی اور غیر شریفانہ حرکتوں

سے ناراض کر دیا اور پھر اس کی وعید کو یاد کرتے ہیں کہ اگر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ ہم نے تم کو اپنی یاد کے لیے، اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا تھا، نفس کی غلامی کے لیے نہیں پیدا کیا تھا تو کیا جواب ہوگا اور اللہ کے عذاب اور گناہوں کی سزا کو یاد کرتے ہیں۔ میر کا شعر ہے ؎

میرؔ صاحب زمانہ نازک ہے
دونوں ہاتھوں سے تھامیے دستار

لیکن جن سادات نے دستار پہننا چھوڑ دی ہے اور اب شلوار پہنتے ہیں تو ان کے لیے میں نے اس شعر کو بدل دیا ہے لہٰذا اب میرا شعر سنیے ؎

میر صاحب زمانہ نازک ہے
دونوں ہاتھوں سے تھامیے شلوار

حضورِ حق تعالیٰ میں اپنی پیشی کو یاد کرنا بھی ذکر اللہ ہے

دوسری تفسیر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ **وَذَکَرُوا الْعَرْضَ عَلَیْہِ تَعَالٰی شَانُہٗ** وہ اللہ کے سامنے پیشی کو یاد کرتے ہیں کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ ہم نے تمہارا جغرافیہ اور تمہاری شکل کیسی بنائی تھی اور تمہیں حکم دیا تھا کہ جب تم آئینہ دیکھا کرو تو مجھ سے یہ دعا کر لیا کرو:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ[۹]

اے اللہ! آپ نے میری شکل کو تو حسین بنا دیا، صالحین اور نیک بندوں کی وضع دے دی، اب میرے اخلاق بھی اچھے کر دیجیے تاکہ میری صورت اور سیرت میں تطبیق رہے، میچنگ رہے، ابھی میری صورت اور سیرت میں بالکل میچنگ نہیں ہے، مجھے کس سمت جانا تھا اور میں کون سی سمت جا رہا ہوں۔

---

۹ شعب الایمان للبیہقی:۶/۳۶۴(۸۵۴۳)،باب فی حسن الخلق،المکتبۃ دار الکتب العلمیۃ،بیروت

قیامت کے دن کے سوال وجواب کو یاد کرنا بھی ذکرِ الٰہی ہے

ذَکَرُوْا سُوَالَهٗ عَنِ الذَّنْبِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی وہ لوگ قیامت کے روز اپنے گناہ کے بارے میں اللہ کے سوال کو یاد کرتے ہیں۔ یہ سوچو کہ اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن پوچھ لیا کہ تم دنیا میں کس شکل میں رہتے تھے؟ لوگوں کی دعوتیں اُڑاتے تھے، لوگوں میں اپنا استقبال کرواتے تھے لیکن تمہارے اعمال کیسے تھے؟ بد نظری کرتے تھے، تمہیں اپنے گناہوں سے شرم اور حیا نہیں آتی تھی؟ کیا میں نے تمہیں زندگی اور جوانی گناہ کرنے کے لیے دی تھی؟

جلالِ حق تعالیٰ کو یاد کرنا بھی ذکر اللہ ہے

ذَکَرُوْا جَلَالَهٗ فَهَابُوْا وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے جلال کو یاد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے، ہمیں نیست ونابود کر سکتا ہے۔ دنیا کا معمولی شیر اگر پنجرے میں بند ہونے کی حالت میں زور سے دھاڑ دے تو بڑے بڑے بہادروں کا پیشاب خطا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی ڈانٹ کا اس وقت کیا عالم ہو گا جب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾[۱]

پکڑ لو اس نالائق کو اور جکڑ دو بیڑیوں میں پھر ڈال دو جہنم میں۔

میں نے یہ مراقبہ سکھایا ہے کہ روزانہ قیامت کا اور جہنم کا نقشہ اور اللہ تعالیٰ کے سوالات کو یاد کرو، دو تین منٹ بھی روزانہ کافی ہیں مگر برابر جاری رہے۔ اگر ہر روز پانی کا ایک قطرہ پتھر پر گرے تو اس میں سوراخ کر دیتا ہے۔ کتابوں میں تو سب کچھ لکھا ہوا ہے مگر نتائج عمل کرنے سے بر آمد ہوتے ہیں۔ خالی خمیرہ مروارید کے الفاظ لکھنے یا پڑھنے سے دل میں طاقت نہیں آئے گی بلکہ خمیرہ کھانے سے آئے گی۔ چھ ماہ تک مراقبہ کر کے دیکھو، کتنی ہی خبیث عادتیں ہوں اللہ تعالیٰ بالکل پاکیزہ کر دیں گے۔

روزانہ موت کا مراقبہ کرو، قبر کا مراقبہ کرو کہ وہاں ہمارے جسم کا کیا حال ہو گا؟

---

[۱] الحاقة: ۳۰-۳۱

آلاتِ گناہ پر ہزاروں کیڑے چمٹے ہوئے ہوں گے اور معشوقوں کے آلاتِ گناہ پر بھی ہزاروں کیڑے چمٹے ہوئے ہوں گے، یہ مراقبہ کرکے دیکھو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت فائدہ ہو گا۔

جمالِ حق تعالیٰ کا دھیان بھی ذکر ہے

ذَكَرُوْا جَمَالَهٗ فَاسْتَحْيُوْا[۱۱] یعنی وہ لوگ اللہ کے جمال کو یاد کرتے ہیں کہ جو ساری کائنات کی لیلاؤں کو حسن دیتا ہے خود اس کا حسن و جمال کیسا ہو گا؟ جو ساری لیلاؤں کو نمک دیتا ہے اس کی ذات لیلاؤں کے نمکیات کا سرچشمہ ہے، جس کے دل میں وہ مولیٰ آتا ہے اس دل میں ساری دنیا کی لیلاؤں کا نمک گھول دیتا ہے، لیکن جو جان کی بازی نہیں لگاتا، جان چور رہتا ہے اس کو اللہ نہیں ملتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط[۱۲]

جو لوگ ہماری راہ میں تکلیف اُٹھاتے ہیں ان کے لیے ہم ہدایت کے راستے کھول دیتے ہیں۔ مگر کچھ ظالم ہیں جو تکلیف اٹھانے سے گریزاں ہیں، ان سے کہتا ہوں کہ گناہوں سے بچنے کے لیے جان کی بازی لگادو، زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ گناہ نہ کرنے سے موت آجائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم سے کبھی کوئی گناہ ہو بھی جائے تو مجھ سے معافی مانگنے میں، توبہ کرنے میں دیر نہ کرو فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ اگر اپنے گناہوں سے استغفار کی، توبہ کی توفیق ہو جائے تو سمجھ لو کہ ذکر قبول ہے۔ اگر کوئی یادِ الٰہی میں تو رہتا ہے مگر استغفار نہیں کرتا، معافی نہیں مانگتا تو سمجھ لو کہ اس کا ذکر مقبول نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ سے استغفار کرنا ذَكَرُوْا کا نتیجہ ہے۔ چناں چہ فَاسْتَغْفَرُوْا پر جو فاء داخل ہے یہ فائے نتیجہ بھی ہے اور فائے تعقیبیہ بھی ہے یعنی یہ لوگ اللہ کو یاد کرتے ہیں اور پھر اس ذکر کے نتیجے میں اپنے گناہوں سے معافی مانگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی اگر اللہ سے معافی

---

۱۱ روح المعانی:۶۰/۴، اٰل عمرٰن (۱۳۵)، دار احیاء التراث، بیروت

۱۲ العنکبوت:۶۹

نہیں مانگو گے تو تم کو کون معاف کرے گا؟ اللہ کے سوا کوئی تم کو معاف بھی تو نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ اللہ ہی ہمارا مالک ہے اور بخشنا اُسی کے اختیار میں ہے۔ اگر ساری دنیا کے سلاطین اخباروں میں یہ شایع کردیں کہ ہم نے تمہیں معاف کردیا لیکن خدا معاف نہ کرے تو گناہ معاف نہیں ہوگا اور دنیا بھر کی معافی تم کو عذاب سے نہیں بچاسکتی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اپنے بھائیوں کو معاف کردیا تھا اور فرمایا تھا:

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ [۱۳]

ایک پیغمبر اپنے ان بھائیوں کو معاف کررہا ہے جنہوں نے ان کو کنویں میں ڈالا تھا لیکن بھائیوں کو تسلی نہ ہوئی، انہوں نے اپنے ابا سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ سے معافی دلوا کر قیامت کے دن کی معافی کی بھی بشارت عطا فرمایئے اور اللہ تعالیٰ سے سفارش کیجیے اس لیے کہ پیغمبر نے تو معاف کردیا لیکن معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بھی معاف کیا یا نہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کی معافی کے لیے کئی برس تک روتے رہے۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام معافی نامہ لے کر آئے۔ تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان ظالم بھائیوں کی مغفرت بزبانِ یوسف علیہ السلام تو تھی لیکن بزبان خالقِ یوسف علیہ السلام نہ تھی لہٰذا حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان بھائیوں کی معافی کا مضمون لے کر آئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے فرمایا کہ اس مضمون سے معافی مانگیں اور سب سے آگے حضرت جبرئیل علیہ السلام کھڑے ہوئے، ان کے پیچھے حضرت یعقوب علیہ السلام، ان کے پیچھے حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے پیچھے سب بھائی کھڑے ہوئے اور یہ دعا مانگی:

یَا رَجَاءَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا تَقْطَعْ رَجَاءَنَا، یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا،
یَا مُعِیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِنَّا، یَا مُحِبَّ التَّوَّابِیْنَ تُبْ عَلَیْنَا [۱۴]

---

[۱۳] یوسف:۹۲

[۱۴] روح المعانی:۵۶/۱۳، یوسف (۹۸)، دار احیاء التراث، بیروت

اے ایمان والوں کی آخری امید! ہماری امیدوں کو مت کاٹیے، ہم کہاں جائیں گے، آپ ہماری آخری امید ہیں، آپ کے سوا کوئی آستاں نہیں، کوئی ہماری داستاں سننے والا نہیں۔ اے فریاد کرنے والوں کی فریاد کو سننے والے! ہماری فریاد سن لے۔ اے مومنین کی مدد کرنے والے! ہماری مدد فرما۔ اے وہ ذات جو توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتی ہے! ہماری توبہ قبول فرمالے۔

جب ان الفاظ کے ساتھ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمادی۔ اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا:

وَلَمۡ يُصِرُّوۡا عَلٰى مَا فَعَلُوۡا وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳۵﴾[۱۵]

عاشقوں کی ایک ادا اور بھی ہے کہ اپنے گناہوں پر بار بار اصرار نہیں کرتے، گناہوں کو اپنا اوڑھنا بچھونا نہیں بناتے اور گناہوں کو اپنی غذا نہیں بناتے۔

روح المعانی میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصرار کی دو قسمیں ہیں:(۱) اَلْاِصْرَارُ الشَّرْعِیُّ (۲) اَلْاِصْرَارُ اللُّغَوِیُّ اصرارِ لغوی کے معنیٰ یہ ہیں کہ ایک گناہ کوئی مرتبہ کرے اور اصرارِ شرعی ہے اَلْاِقَامَۃُ عَلَی الْقَبِیْحِ وَالْمَعَاصِیْ بِدُوْنِ الْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَۃِ[۱۶] یعنی جو بغیر استغفار اور توبہ کے گناہ کیے جارہا ہے، جو نادم ہو کر اللہ سے معافی نہیں مانگتا اور بے دھڑک گناہ کیے جاتا ہے وہ شرعاً گناہوں پر اصرار کرنے والا ہے لیکن استغفار کے سہارے پر گناہ کرنے والا انٹر نیشنل اُلّو ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو گناہ کے بعد دل سے معافی مانگتا ہے اور عزم مصمم کرتا ہے کہ آیندہ گناہ نہیں کروں گا لیکن پھر بھی کبھی گناہ سے مغلوب ہو جاتا ہے تو وہ اصرار کرنے والوں میں سے نہیں۔ ایسے لوگ مایوس نہ ہوں، استغفار کرکے پھر کمر باندھ لیں اور وعدہ کرلیں کہ جان کی بازی لگادیں گے مگر اپنے اللہ کو ناراض نہیں کریں گے۔

آخر میں فرمایا وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ یہ جملہ حال ہے جس کے معنیٰ ہیں کہ وہ لوگ جانتے ہیں کہ یہ فعل گندا ہے لیکن علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جملہ حالیہ کبھی معرضِ

---

۱۵ اٰل عمرٰن:۱۳۵

۱۶ روح المعانی:۶۱/۴،اٰل عمرٰن (۱۳۰)، دار احیاء التراث، بیروت

تعلیل میں استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ لوگ گناہ پر اس لیے اصرار نہیں کرتے لِاَنَّھُمْ یَعْلَمُوْنَ قُبْحَ فِعْلِھِمْ کیوں کہ وہ اپنے افعال اور گناہوں کے انجام کو جانتے ہیں کہ اگر ہمارا یہی حال رہا تو ہم دنیا میں بھی ذلیل ہوجائیں گے اور آخرت میں بھی رسوا ہوجائیں گے۔ علمی مضامین سے اہلِ علم مزے لے رہے ہیں۔ ان کو پکی پکائی روٹی مل رہی ہے۔ بہر حال کبھی حال ذوالحال کی حالت بیان کرتا ہے جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ رَاکِبًا یعنی زید میرے پاس سواری کی حالت میں آیا لیکن اس آیت میں وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ حال ہے مگر علت بیان کرنے کے لیے آیا ہے یعنی میرے عاشقین اپنے افعال کے انجام پر نظر رکھتے ہیں، حالتِ شہوت میں شیطان ان کو پاگل اور بے وقوف بنا سکتا ہے لیکن شہوت کا نشہ اترنے کے بعد ان کی عقل میں استغفار اور ندامت کی برکت سے دوبارہ میرا نور آجاتا ہے پھر ان کو اپنی نالائقی کا احساس ہوجاتا ہے کہ میں نے دس برس کی محنت ضایع کردی۔

میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ صوفی کا گناہِ کبیرہ کرنا ایسا ہے جیسے ہرا بھرا آم کا درخت جو عن قریب پھل دینے والا ہے اس کے قریب آگ جلا کر ہاتھ تاپ لیے۔ اب درخت کو دوبارہ ہرا بھرا ہونے میں وقت لگے گا۔ اسی طرح تم نے اپنے ہی تقویٰ کے درخت میں گناہ کرکے آگ لگادی اور اس کے نتیجے میں دس سال کی محنت ضایع کردی۔ اب دوبارہ طویل عرصے تک محنت کرتے رہو تب جاکے تلافی ہوگی۔ حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر میں نے نانک واڑہ میں سنی۔ آپ نے تقریر میں فرمایا کہ بھائیو! تم لوگ ہر جمعہ کو میری مجلس میں آتے ہو، اگر ہر جمعہ کو ایک گناہ چھوڑدو تو مہینے میں چار گناہ چھوٹ جائیں گے اور سال میں اڑتالیس گناہ چھوٹ جائیں گے۔ اسی طرح میں بھی آپ سے کہتا ہوں کہ آپ حضرات ہفتے میں دودن یعنی جمعہ اور پیر کو یہاں آتے ہیں، ہر مجلس میں ایک گناہ چھوڑدیں۔

سب سے پہلے بد نظری کے گناہ کو چھوڑو پھر اس کے نتیجے میں جو گناہ ہوتا ہے یعنی مردہ پرستی اس کو چھوڑدو۔ جب کسی نمکین کو دیکھو تو فوراً اس کے پاس سے بھاگو۔ اگر تم نہیں بھاگ سکتے تو اس کو اپنے پاس سے بھگادو۔ دونوں طاقتیں آپ کو حاصل ہیں، بھاگنے کی بھی اور بھگانے کی بھی لیکن بعض اوقات بھگانے کی طاقت نہیں ہوتی جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ طاقت نہیں تھی کہ وہ زلیخا کو بھگادیتے کیوں کہ اس کے پاس شاہی طاقت تھی اس لیے

یوسف علیہ السلام خود وہاں سے بھاگے۔ اسی طرح اگر کوئی فوجی میجر تمہارے پاس آجائے، وہ حسین بھی ہو اور کم عمر بھی ہو تو خود اس کے پاس سے بھاگ جاؤ۔

بہرحال جب مجلس میں آؤ تو اس ارادے سے آؤ کہ آج ایک گناہ چھوڑنا ہے۔ آپ خود بتائیں کہ گناہ خراب چیز ہے یا اچھی چیز ہے؟ خراب ہے۔ تو خراب چیز کو جلدی چھوڑنا چاہیے یا دیر سے چھوڑنا چاہیے؟ جلدی چھوڑنا چاہیے۔ اب کتنی جلدی چھوڑیں؟ اس کا فیصلہ آپ خود کرلیں۔ اللہ کو ناراض کرنا اچھی بات نہیں، بہت حماقت کی بات ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ گناہ کرنے والا بے وقوف ہوتا ہے، اگر عقل ہوتی تو گناہ نہ کرتا، گناہ کرنا ہی حماقت اور بے وقوفی کی دلیل ہے۔ بڑی طاقت کو ناراض کرنا اور اپنے مزدور اور غلام دل کو خوشی دینا شریفانہ حرکت نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ عطا فرمائے اور تقویٰ کو بقا بھی اور ارتقا بھی عطا فرمائے اور اے اللہ! ہم سب کو نسبت بھی عطا فرما، بقائے نسبت بھی عطا فرما اور ارتقائے نسبت بھی عطا فرما، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

مومن جو فدا نقشِ کفِ پائے نبی ﷺ ہو
ہو زیرِ قدم آج بھی عالم کا خزینہ
گر سنّتِ نبوی کی کرے پیروی امّت
طوفاں سے نکل جائیگا پھر اس کا سفینہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا، نفس پر جبر کر کے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا۔

۱) ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِاعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی ڈاڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقرہ عید کی نماز واجب ہے، اسی طرح ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

اَمَّا اَخۡذُ اللِّحۡیَۃِ وَھِیَ مَادُوۡنَ الۡقَبۡضَۃِ کَمَا یَفۡعَلُہٗ بَعۡضُ الۡمَغَارِبَۃِ وَمُخَنَّثَۃُ الرِّجَالِ فَلَمۡ یُبِحۡہُ اَحَدٌ

ترجمہ: ڈاڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہل مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ڈاڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں اور ڈاڑھی ڈاڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرہ کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرہ کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ ڈاڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَآ اَسۡفَلَ مِنَ الۡکَعۡبَیۡنِ مِنَ الۡاِزَارِ فِی النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ) سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملہ میں آج کل عام غفلت ہے۔ بد نظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دیا ہے:

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نامحرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے ڈاڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر ڈاڑھی مونچھ آبھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جب کہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَی الۡعَیۡنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالۡمَنۡظُوۡرَ اِلَیۡہِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر
اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بد دُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بد دعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیات مبارکہ

اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)... اللہ و رسول کا نافرمان ۲)... آنکھوں کا زناکار ۳)... ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کرلیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کرلیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لاکر حرام مزہ لیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو

اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کرکے اس سے مزہ لینا یا آیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہو جائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللّٰه اَللّٰه پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح دُرود شریف کی (۱۰۰ بار)۔

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آیندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آیندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرالوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کرلیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کرلیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

❁❁❁❁

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمانے کے بعد بے یارو مددگار نہیں چھوڑ دیا۔اس کی رہنمائی کے لیے انبیاء کرام اوران کے نائبین کا سلسلہ جاری فرمایا۔انہوں نے کتابوں کے علاوہ دین کو عملی زندگی میں بھی نافذ کیا۔ ان ہی اہل محبت کی صحبتوں کی برکت سے انسان انسان بنا۔اس لیے اصل دین حاصل کرنے کے لیے ان کی صحبت اختیار کرنا لازمی ہے۔
آج اسلام اپنی اصلی شکل وصورت میں انہیں عاشقان خدا کی صحبتوں کی برکت سے محفوظ ہے۔
شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''عاشقان حق کی خصوصیات'' میں ارشاد فرمایا ہے کہ کسی اللہ والے سے تعلق اس لیے قائم کیا جائے تاکہ ان سے اللہ کی محبت، اللہ کا خوف اور تقویٰ سیکھیں۔تقویٰ پر استقامت بھی ان ہی عاشقان حق کی صحبتوں سے حاصل ہوتی ہے ورنہ برسوں کا تقویٰ لمحوں میں ٹوٹ جاتا ہے۔

AW101